

فضائل و مسائل

رَمَضان

اعتکاف

علامہ مفتی محمد ارشد قادری

روزہ

تفہیم و تربیت چوالیسویں

رمضان و روزہ اور اعتکاف فضائل و مسائل

علامہ مفتی محمد ارشد القادری



تعلیم و تربیت پہلی کیشنز

Copyrights

All rights of this book are reserved by Taleem-o-Tarbiyat-e-Islam. There is no permission for a person or institution to publish this book.

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اس کتاب کے جملہ حقوق نگار کی تعلیم و تربیت اسلامی محفوظ ہیں۔ کسی فرد یا ادارے کے لئے چھاپنے یا نقل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔



نام کتاب	فضائل مساکین
تالیف	علامہ مفتی محمد ارشد القادری
پروف ریڈنگ	صاحبزادہ احمد رضا القادری
کمپوزنگ	الحسین کمپوزنگ سنٹر، 38 اردو بازار لاہور
زیر اہتمام	ادارہ تحقیقات شریعت
سلسلہ اشاعت	25
طباعت	بار چہارم
سن اشاعت	جولائی 2012
تعداد	ہائیکس سو (2200)
قیمت	40 روپے



Taleem-o-Tarbiyat Publications

Head Office: Darul Uloom Haqqania University, Hattat, Lahore.

Phone: +92-42-37962752, +92-348-4873271, +92-313-4873271

Email: taleem-o-tarbiyat-publications@live.com

0_77@netmail.com

تعلیم و تربیت اسلامی

پیشانی: دارالعلوم حقانیہ، ہٹات، لاہور

فون: +92-348-4873271, +92-313-4873271, +92-42-37962752

ایمیل: taleem-o-tarbiyat-publications@live.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	اتساب.....	6
۲	دیباچہ طبعی چہارم.....	7
۳	جب میں ماضی کی طرف دیکھتا ہوں.....	7
۴	اس آست کا مرض شرک نہیں.....	8
۵	خالق کائنات کا عطا کردہ قانون.....	10
۶	اعلیٰ ایمان پر احسان عظیم.....	11
۷	اسلام باقاعدہ نظام زندگی ہے.....	12
۸	سیام کی لغوی تحقیق.....	12
۹	حسن عمل کی جیتی جاگتی تصویر.....	14
۱۰	روزہ فرض کیوں کیا گیا.....	15
۱۱	آیت مذکورہ میں جو کچھ بیان ہوا.....	16
۱۲	لفظ رمضان کی تحقیق لغوی.....	17
۱۳	قرآن میں صرف ماور رمضان کا نام آیا ہے.....	18
۱۴	رمضان المبارک میں ایک نیکی کا ثواب ستر گنا پڑھ جاتا ہے.....	18
۱۵	قرآن سراسر ہدایت ہے.....	19

- ۱۶ ہدایت ہونا اور ہے ہدایت پانا اور 20
- ۱۷ قرآن حکیم حق و باطل میں امتیاز ہے 20
- ۱۸ فدیہ کون دے 20
- ۱۹ مسافر اگر روزہ رکھنا چاہے تو بہتر ہے 22
- ۲۰ سفر کے روزہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل 22
- ۲۱ روزے کا حکم مسافر و مریض کے لئے 24
- ۲۲ مریض کے لئے روزے کا حکم 25
- ۲۳ استقبال رمضان المبارک 26
- ۲۴ روکتہ ہلال اور روزہ 26
- ۲۵ جس کا معمول ہو وہ رمضان سے پہلے بھی روزے رکھ لے 27
- ۲۶ سحری کی فضیلت 28
- ۲۷ اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے 29
- ۲۸ روزہ دار کا اجر بے مثال ہے 30
- ۲۹ ساقیہ سارے گناہوں کی معافی 30
- ۳۰ کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا 30
- ۳۱ اسلام ہمارا سب سے بڑا خیر خواہ 31
- ۳۲ روزہ توڑنے والی چیزیں 32
- ۳۳ کن صورتوں میں روزے کی قضا لازم ہے 33
- ۳۴ کن صورتوں میں کفارہ واجب ہے 34
- ۳۵ تبلیغ دین کا صلہ بخشش! 34
- ۳۶ طبع میں پاکیزگی آتی ہے 35

- ۳۷ خواتین کے ضروری مسائل 35
- ۳۸ ضروری سوالات کے جواب 35
- ۳۹ مکلف کی شرائط 39
- ۴۰ فضائل و مسائل احکاف 40
- ۴۱ احکاف کی لغوی تحقیق 41
- ۴۲ صحابہ رضی اللہ عنہم کبھی احکاف کرتے تھے اور کبھی نہ کرتے تھے 43

چند نئی باتیں کی طرف توجہ

اوپر مذکور کتاب کے کچھ حصے میں نے اپنی آراء کو قلمبند کیا ہے جو عام اور خاص بات نامی اضافہ کیا، نیز بعض ضروری اصطلاحی لغوی تحقیق بھی کر رہا ہوں۔ اس طرح یہ تصنیف اور کئی تصنیف کا حال ہو گیا ہے۔ آپ بھی اس کو خوب جانیں۔

انتساب

میں ان اوراق کو استاذی الکرم، ادیب بے بدل، عالم باعمل مذہب
 باکمال، محقق لاریب، شیخ الحدیث، شرف ملت، مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری نور
 اللہ مرقدہ کے نام کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ جنہوں نے مجھے قلم پکڑ کر
 لکھنا سکھایا۔ اللہ تعالیٰ اس مرد حق آگاہ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 محمد ارشد القادری

۲۹ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

20 جون 2012ء

دیباچہ طبع چہارم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اتحادیہ ۲۸ سال ہوئے، میں نے ایک آرٹیکل رمضان و روزہ کی فضیلت پر لکھا تھا، یہ مضمون چونکہ روزنامہ جنگ کے لئے لکھا گیا تھا اس لئے اس کو مختصر رکھا تھا، یہ روزنامہ جنگ میں شائع ہوا اور پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا گیا۔ اس کی افادیت کے پیش نظر اس کو "الاسلام اکیڈمی لاہور" نے 1984ء میں الگ شائع کیا۔ پھر ایک اور طبع ہوا۔

1985ء سے لے کر 2012ء تک تقریباً اٹھائیس برس پھر اس کی اشاعت نہ ہو سکی ایک تو میرا ابتدائی تحریری ریکارڈ محفوظ نہ رہ سکا اور دوسرا مالی وسائل کا نہ ہونا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ رہا۔ اب میرے چھوٹے بیٹے "احمد رضا" نے یہ آرٹیکل پرانی کتب میں سے تلاش کر کے مجھے دیا، میں نے اس کو پڑھا اور محسوس کیا کہ اس کو شائع کرنا چاہئے چنانچہ اس نقطہ نظر سے میں نے اس آرٹیکل کو بغور مطالعہ کیا، چونکہ یہ تحریر میرے عالم شباب کی ہے۔ اس لیے اب میں نے محسوس کیا کہ اس پر کچھ مزید کام ہونا چاہئے تاکہ یہ اہل اسلام کے لئے زیادہ نافع ہو جائے۔

جب میں ماضی کی طرف دیکھتا ہوں

اسی نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے، میں نے اس آرٹیکل کو قدرے بڑھا دیا اور حوالہ جات کا بھی اضافہ کیا، نیز بعض ضروری اصطلاحی و لغوی تحقیق بھی کر دی، اس طرح یہ مضمون اور بھی اہمیت کا حامل ہو گیا ہے۔ آپ بھی اس کو خود مطالعہ

فرمائیے اور مکتبہ تعلیم و تربیت سے، بطور نگر حاصل کر کے اہل اسلام، اہل محبت تک پہنچائیں ان شاء اللہ یہ عمل دنیا و آخرت میں نافع ہوگا۔

آج جب میں اپنے ماضی کی طرف دیکھتا ہوں تو احساس ہوتا ہے کاش میری تحریریں جلد منظر عام پر آ جاتیں، لیکن ہوتا تو ویسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ چاہے۔ لہذا میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوں اور یہ بھی اسی رب کریم کا فضل ہے کہ ان کتب کی اشاعت کا بندوبست ہو رہا ہے۔ میں اپنے رب تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں اس نے مجھے ناقص پر یہ لطف فرمایا کہ میرے روحانی بیٹوں نے ان کتب کو لے کر تقسیم کرنے کا عزم کر لیا ہے۔ رب کریم تمام مسلمانوں کو یہ توفیق دے کہ وہ میری کتب پڑھے، لکھے طبقے تک پہنچائیں تاکہ یہ آواز ان کے کانوں تک بھی پہنچے پھر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل ہوا تو یہ پیغام دل کی اتھاہ گہرائیوں تک بھی پہنچ جائے گا۔

اس امت کا مرض شرک نہیں

میرا کام کوشش کرتا ہے، میرا کام سناتا ہے، منواتا نہیں اللہ تعالیٰ کرے میری یہ بات اہل علم تک پہنچ جائے اور وہ یہ محسوس کریں کہ اس انداز دعوت و فکر کو لوگوں میں عام کرنا چاہئے۔ میں نے قوم سے کھل کر کہہ دیا ہے۔ اس امت کا مرض "شرک" نہیں ہے بعض لوگوں نے اس امت کا مرض "شرک" تشخیص کیا ہے۔ ان کی یہ تشخیص درست نہیں ہے۔ اس امت کا مرض یہ ہے:

۱۔ خود غرضی

۲۔ خود پرستی

۳۔ ہوس مال و زر

اس کا علاج کیا ہے؟ علاج اسی مرض کا یہ ہے:

۱۔ وحدت

۲۔ خدمت

۳۔ احکام

آئیے وحدت امت کے لئے کام کریں۔ آئیے اس امت کو فرقہ واریت سے نجات دلائیں، آئیے اس امت میں پھر وہ طرزِ عمل پیدا کریں جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں تھا۔ آئیے اس امت میں پھر وہ طرزِ عمل پیدا کریں جو ازلِ زمانہ کے مسلمانوں میں تھا۔ آئیے اس امت میں پھر وہ زور پیدا کریں جو ہمارے اکابر کے زمانے میں تھا۔ آئیے رمضان، روزہ اور احکامات کے مسائل و فضائل یکساں اور دوسروں تک پہنچانے کا اہتمام کریں۔

محمد ارشد القادری

۸ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

۲۹ مئی ۲۰۱۲ء منگل بعد نمازِ عشاء

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن

الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اس میں کوئی شک نہیں روئے زمین پر تمام مذاہب سے افضل مذہب، دین اسلام ہے، اور تمام اقوام سے بہتر قوم، قوم مسلم، دین صرف اسلام ہے اور یہ واقعی انسانیت کا سب سے بڑا خیر خواہ ہے۔ جس انداز میں، اسلام نے انسانوں کی رہنمائی فرمائی ہے، اس طرح کسی اور مذہب نے نہیں کی، امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، اپنے ماننے والوں کو زندگی گزارنے کے جو قوانین عطا فرمائے ہیں ہر اعتبار سے لائق صد تحسین ہیں۔

خالق کائنات کا عطا کردہ قانون

اسلام کا ایک ایک کلمہ قاعدہ و فطرت کے عین مطابق ہے، جو قانون بندے بنائیں گے، ان میں خلائق ہوں گے اور جو قانون خالق کائنات عطا کرے وہ یقیناً عیب سے پاک اور سزا ہو گا۔ اسلام نے جہاں اور احکام دیئے وہاں اپنے ماننے والوں کو ماہ رمضان میں روزے رکھنے کا حکم بھی صادر فرمایا، میں اس نقطہ نظر کے حوالے سے رمضان و روزہ کی فضیلت پر بات کروں گا۔ قرآن حکیم میں ارشاد رب العالمین ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى
الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (القرآن، البقرہ ۲: ۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔ جیسے انگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

یہ آیت کریمہ فرضیت روزہ میں فص ہے۔ روزہ ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے، اسلام نے اپنے ماننے والوں کو روزہ کی نعمت عطا فرما کر ان کی صحت و تندرستی کا انتظام کیا ہے۔ اہل ایمان پر چونکہ روزے فرض ہیں لہذا روزے رکھنے چاہئیں، ان کی برکت سے صحت بحال ہوگی اور بیماریاں دور بھاگیں گی، اللہ تعالیٰ، ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کی فضیلت اہل ایمان پر تین کرنے کی سعادت نصیب ہو، امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت و اطاعت کی توفیق دے۔

اس آیت مفہدہ میں، جن امور کا ذکر کیا گیا ہے ان کی ترتیب یوں ہے:

- ۱۔ مخاطب صرف اہل ایمان کو کیا گیا۔
- ۲۔ روزے کی فرضیت کا حکم سنایا گیا۔
- ۳۔ یہ بھی بتایا گیا کہ روزے تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض تھے۔
- ۴۔ روزہ کی فرضیت کی غایت بیان فرمائی گئی۔

اہل ایمان پر احسان عظیم

اہل ایمان کو مخاطب کر کے، یہ واضح فرمایا کہ روزہ صرف ایمان والوں پر ہی فرض ہوا ہے۔ اس میں مسلمانوں کی اجتماعی عزت و عظمت کا بیان ہے۔ وہ لوگ کتنے بڑے مقام و مرتبے کے مالک ہیں جن کو خلاق کائنات بلا واسطہ خطاب فرما رہا ہے، یقیناً یہ ساری عزت صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اختیار کرنے کی برکت سے ہے۔ رب کائنات ہم سب کو اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر صرف اس انداز خطاب ہی پر غور و خوض کیا جائے تو پتہ چلتا ہے یہ اتنا بڑا انعام ہے کہ اس کے محاسن احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتے۔ وہ بندگانِ خدا کتنے خوش نصیب ہیں جن کو ان کا خالق خطاب کر رہا ہے، اور ان کو روزے کی فرضیت کا حکم سنارہا ہے، واقعی یہ اہل ایمان پر احسانِ عظیم ہے۔

اسلام باقاعدہ نظامِ زندگی ہے

روزہ کو فرض کیا گیا ہے لیکن حکم صرف اہل ایمان کے لئے ہے۔ ان لوگوں پر روزہ فرض ہے جن لوگوں نے اسلام کو بطور نظامِ زندگی مان لیا ہے اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اس بات کا اقرار کر لیا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

نہیں کوئی لائقِ عبادت مگر اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

بعض لوگ کلمہ شریف کو صرف ایک عربی زبان کا جملہ سمجھتے ہیں، ان کا یہ نقطہ نظر نہ صرف غلط ہے بلکہ بہت بڑے فتنہ کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔ کلمہ شریف صرف ایک عربی زبان کا جملہ نہیں بلکہ یہ کامل نظامِ حیات ہے، اس کو مکمل نظامِ زندگی ماننا ضروری ہے۔

صیام کی لغوی تحقیق

عربی بڑی فصیح و بلیغ زبان ہے، جتنی وسعت اس زبان میں ہے، ایسی فصاحت کسی دوسری زبان میں نہیں ہے، اس کا دامن بہت ہی وسیع ہے۔ ایک ایک لفظ اپنے اندر کئی کئی معانی رکھتا ہے، اس کی اس گنجائش کے باعث اس کو تمام زبانوں کی سردار کہا جاتا ہے۔ لغاتِ عرب میں، صوم، صیام اور صائم کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ عرب، ظہرے ہوئے پانی پر لفظِ صائم بولتے تھے وہ کہتے تھے۔

ظہر اور پانی، رکا ہوا پانی

جب پہاڑوں پر بارش ہوتی تو پانی بڑی تیزی کے ساتھ پہاڑوں کی بلندی سے نیچے اترتا، اس کی تیزی اور بہاؤ اتنا شدید ہوتا کہ جو کچھ سامنے آتا، اسے بہا کر ساتھ لے جاتا، پھر جب وہ پانی بلندی سے ٹھیب میں اتر آتا تو ایک مقام پر آ کر ٹھہر جاتا، جب اس پانی میں بہاؤ، کٹاؤ اور غرقابی کا محکمہ باقی نہ رہتا۔ اس میں جہاں کی صفت باقی نہ رہتی، اس کی سرکشی معدوم ہو جاتی، اس میں برباد کرنے کی صلاحیت باقی نہ رہتی تو ایسے پانی کو عرب

ماء صائم کہتے تھے۔

اس کا مطلب ہوتا تھا یہ ایسا پانی ہے جو صائم ہو گیا ہے۔ اردو زبان میں صائم کو روزدار کہتے ہیں، یہ اسم فاعل ہے۔ لہذا روزہ دار کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا شخص جس کی سرکشی معدوم ہو گئی ہو، جس کی بغاوت ٹھو ہو گئی ہو، جس کی عداوت کا قلع قمع ہو گیا ہو۔ گویا صائم ایسے شخص کو کہتے ہیں جو ہر طرح کی بغاوت و سرکشی کے جذبات سے بری ہو اور اس کی طبیعت میں صرف اور صرف امن ہو، سلامتی ہو، حق شناسی ہو اور حق پرستی ہو۔ صائم یعنی روزہ دار ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو سراپا، شرافت ہو، جو سراپا دیانت ہو، جو سراپا عدالت ہو، جو سراپا محبت ہو، روزہ بندہ مؤمن میں وہ جو ہر تائب پیدا کرتا ہے، جو عام حالات میں پیدا نہیں ہوتا۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمانوں میں جذبات طہارت ابھارتا ہے، جذبات صدق کو عروج پر لاتا ہے اور جذبات تکلی کو شباب فراہم کرتا ہے، جس طرح عرب ظہرے ہوئے پانی پر "ماء صائم" کے الفاظ بولتے تھے اسی طرح وہ کلمہ پٹری پر صائم کا لفظ بولتے تھے اور اس چھری پر صائم کا اطلاق کرتے تھے وہ کہتے تھے:

الصَّائِمَةُ مِنَ الشَّكَاكِينِ (المسجد ۵۸۲)

یہ ایک ایسی چھری ہے جو کندہ ہو گئی ہے۔

خُسنِ عمل کی جیتی جاگتی تصویر

مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہ ہے تو چھری مگر اب اس میں کاٹنے، چرنے، پھاڑنے اور مجروح کرنے کا ملکہ باقی نہیں رہا گویا اب یہ چھری صرف نام کی ہے ورنہ اس میں بغاوت، سرکشی، چیر پھاڑ، قتل و غارت کا ملکہ ہر گز نہیں رہا۔ اسی طرح صائمہ ایسی عورت کو کہتے ہیں جو بے ضرر ہو گئی ہو، جس میں سازش، سرکشی، بغاوت، الزام تراشی، بے راہ روی اور ایسے تمام جذبات کا خاتمہ ہو گیا ہو، جو کسی فرد، خاندان یا قوم کی تباہی کا باعث بن سکیں۔ اب معنی اور بھی تین ہو کر سامنے آ گیا کہ روزہ دار ایسی عورت کو کہا جائے گا، جو سر اپا پر بیڑ گار ہو گئی ہو، جو سر اپا پیغام امن بن گئی ہو، جس کی ایک ایک ادا موافق قرآن و حدیث ہو گئی ہو۔

یہی وہ کمال ہے جو اسلام اپنے ماننے والوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے، یہی روزہ کی غایت ہے۔ اسی کو روزہ کی حقیقت سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اسی انداز شرافت کا نام تقویٰ ہے۔ اسی کو پر بیڑ گاری کہا جاتا ہے۔ ایسی ہی عورتوں کو منشیہ کے اعزاز و اکرام سے نوازا جاتا ہے۔

اصلاً، اسلام اپنے ماننے والوں کو ایسا متقی بنانا چاہتا ہے کہ ان کی ایک ایک ادا انسانیت کی فلاح و بہبود پر دلالت کرے، ان کا عمل خُسنِ عمل کی جیتی جاگتی تصویر ہو۔ ان کی گفتار، ہمدردی، محبت، شفقت اور احترامِ انسانیت کے جذبات سے پُر ہو۔

اگر ایسے جذبات کسی مرد و عورت میں پیدا ہو جاتے ہیں تو اس کا صاف مطلب ہے۔ اس روزہ دار کے روزے اپنا اثر حقیقی چھوڑ گئے اور صائمہ و صائمہ کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مل گئی اور جنت الفردوس کے حق دار بن گئے۔ یہ بھی بتایا گیا

کہ روزہ صرف تم لوگوں پر ہی فرض نہیں ہوا، بلکہ وہ لوگ جو تم سے پہلے اس جہاں میں آئے تھے ان پر بھی روزہ فرض رہا۔ اس بات کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ کہیں اسلام کے ماننے والوں کے دل میں یہ خیال نہ آ جائے کہ شاید ہمیں ہی اس طرح پابند کیا گیا ہے کہ نظام اوقات ہی تبدیل کر دیے، فلاں وقت سے فلاں وقت تک نہ کھانا ہے نہ پینا، بلکہ تعلقات ازدواجی بھی ممنوع قرار دے دیئے گئے کہ حالت روزہ میں کھانا پینا بھی منع اور تعلقات ازدواجی پر بھی پابندی لگا دی گئی۔

اس خدشہ کو زائل کرنے کے لئے فرمایا گیا کہ روزہ ان لوگوں پر بھی فرض تھا جو تم لوگوں سے پہلے اسی جہانِ رنگ و بو میں آئے تھے اور اپنا وقت گزار کر یہاں سے چلے گئے۔

روزہ فرض کیوں کیا گیا

ظاہر ہے ہر ذی شعور انسان کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ روزہ فرض کیوں کیا گیا ہے؟ اس کا جواب قرآن نے بڑے حکیمانہ انداز میں دیا، اذلاً تو یہ بیان فرمایا کہ روزہ صرف تم اہل ایمان پر ہی فرض نہیں ہوا بلکہ جو لوگ تم سے پہلے تھے ان پر بھی روزہ فرض تھا، اس کے بعد بتایا گیا کہ ان پر روزہ فرض ہونے اور تم پر روزہ فرض ہونے کی غایت مشترک ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان پر روزہ فرض تو اس لئے کیا تھا کہ ان کو پرہیزگار بنادیا جائے اور اگر تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے تو فقط اس لئے کہ تمہیں بھی پرہیزگار و متقی بنادیا جائے۔

ہر انسان چاہتا ہے کہ اس کو راحت ملے، فرحت مینر آئے اور وہ سدا خوش و غم رہے، اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ دنیا جہاں کی تمام آسائشیں اس کے دامن میں آجائیں، ان کے حصول کے لئے وہ سخت محنت کرتا ہے، اگر اپنا ملک چھوڑتا پڑے تو وہ بھی چھوڑ دیتا ہے۔ دنیا و غیر میں جا بستا ہے صرف اس لئے اس کو دنیوی

راحتیں مل جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مسلمانوں پر روزہ اس لئے فرض کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کو تنگی کی دولت مل جائے یقیناً تنگی کی دولت سب دولتوں سے بڑی دولت ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ
بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ؕ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ
الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ (القرآن، البقرہ ۲: ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت
اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشنی باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ
پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو
اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔

آیت مذکورہ میں جو کچھ بیان ہوا

اس آیت مقدس میں بڑی صراحت کے ساتھ چند اہم باتوں کا تذکرہ
فرمایا گیا ہے۔ جن کی ترتیب یہ ہے:

- ۱۔ ماہ رمضان المبارک کا نام لے کر ذکر کیا گیا۔
 - ۲۔ قرآن لوگوں کے لئے سراسر ہدایت اور روشن دلیل ہے۔
 - ۳۔ حق و باطل کے درمیان واضح فرق۔
 - ۴۔ تم میں سے جو کوئی ماہ رمضان پائے وہ اس کے روزے رکھے۔
 - ۵۔ مریض و مسافر کے لئے چھوٹ لیکن دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے۔
- اس میں کوئی شک نہیں قرآن حکیم ہی ایک ایسی کتاب ہے جو انسانیت کے لئے
سب سے بڑی خیر خواہی اور حکمت اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس کا ایک ایک

لفظ اور ایک ایک جملہ یعنی آیت اپنے اندر ان کثرت اسرار و رموز رکھتی ہے۔ ہر زمانے میں صاحبانِ علم و فن اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس سے گوہرِ نایاب تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جتنا بڑا کوئی خواص ہو گا اسی قدر عمدہ و سوتلی تلاش کر کے لائے گا۔ ربِّ کریم اہل علم کی عمروں میں برکتیں عطا فرمائے، علماء حق کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین!

لفظِ رمضان کی تحقیق لغوی

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ "رَمَضَان" کا تلفظ بھی ذکر کروں اور اس کے معنی پر بھی روشنی ڈال دوں تاکہ اس حوالے سے ایک تحقیق سامنے آ جائے۔ ان شاء اللہ اس سے تمام صاحبانِ علم و فضل خوش ہوں گے اور قارئین کے لئے ایک نئی طرح ہو گی۔ چنانچہ اس لفظ کا تلفظ (Pronunciation) رَمَضَان ہے۔ لغت کی کتب میں مذکور ہے۔

رَمَضَان! کا مطلب ہے گرمی کی تیزی، دھوپ کی شدت
تیز گرمی کی شدت اور دھوپ کی حدت کے سبب زمین کا تپ
جاتا۔ (المہر ۳۰۸)

اس سے بڑی آسانی کے ساتھ سمجھ آتا ہے کہ رمضان کا مطلب ہے۔ اس مہینے کی مشقت اہل اسلام کو خوب، آزماتی ہے، ایسے جیسے دھوپ کی حدت زمین کو تپا دیتی ہے اسی طرح رمضان بھی آ کر اپنے ماننے والوں پر شدت کر کے انہیں تپا دیتا ہے لیکن اہل ایمان اس آزمائش میں سے بڑے صبر و استقامت کے ساتھ گزر جاتے ہیں انہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مہینہ ہمارے لئے آزمائش تو ہے لیکن انعام بھی بہت بڑا ہو گا۔ اگر کوئی بندہ مؤمن اس مہینے کی حدت برداشت کر لیتا ہے تو ربِّ کائنات اس کی بخشش و مغفرت کا اعلان فرما دیتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ کا مضمون

ہے۔ جس مسلمان نے حالت ایمان میں طلبِ ثواب کے لئے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَ إِحْسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جس نے رمضان کا ایمان و احسان سے روزہ رکھا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے۔

قرآن میں صرف ماہ رمضان کا نام آیا ہے

قرآن حکیم نے رمضان المبارک کے علاوہ کسی مہینے کا نام نہیں لیا، یہ کتنا بڑا انعام رہا ہے کہ خالقِ کائنات نے ماہ رمضان کا نام لے کر اس کی اہمیت کو خوب بڑھایا۔ اس سے اس مہینے کی عظمت ظنن ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں کسی اور عورت کا نام نہیں آیا لیکن حضرت مریم علیہا السلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کا نام قرآن مجید میں آیا ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم میں کسی اور صحابی کا نام نہیں آیا مگر یہ شرف حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ ان کا نام قرآن میں سورہ احزاب میں آیا ہے۔ بارہ مہینوں میں سے کسی مہینے کا ذکر نام کے ساتھ قرآن شریف میں نہیں آیا لیکن رمضان المبارک کو یہ مقام حاصل ہے کہ اس کا نام قرآن مقدس میں آیا ہے۔

رمضان المبارک میں ایک نیکی کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ مہینہ کتنا بابرکت ہے کہ اس کو نام لے کر قرآن پاک میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے اس مہینے کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ لہذا تمام مسلمانوں کو چاہئے یوں تو وہ تمام مہینوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، نمازیں پڑھیں، تلاوت کریں، نیز نیک کام بڑھ چڑھ کر کریں لیکن اس ماہ اقدس رمضان المبارک میں تو خوب اللہ تعالیٰ کی یاد کریں۔ نمازوں کی پابندی کریں

تاکہ دوسرے تمام مہینوں میں بھی نماز کی پابندی عادت بن جائے۔ نیکی کو دائمی کریں تاکہ سارا سال نیکی کرنا عادت بن جائے یقیناً اس مہینے کی بڑی برکات ہیں۔ اس میں اگر کوئی بندہ مؤمن ایک نیکی کرتا ہے تو اس کو ستر نیکیوں کا ثواب دیا جاتا ہے اگر کوئی بندہ اس ماہ میں ایک روپیہ خیرات کرتا ہے تو اس کو ستر روپے خیرات کرنے کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ ایک نفل کا ثواب ایک فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، ان شاء اللہ تفصیلی احادیث مبارکہ بھی ذکر کروں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ماہِ صیام بڑا ہی بابرکت مہینہ ہے، اس کی جس قدر ہو سکے تعظیم کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے۔ آمین۔

قرآن سراسر ہدایت ہے

اسلام اپنے اندر آفاقیت رکھتا ہے۔ اس کے قوانین آفاقی ہیں۔ یہ پوری انسانیت کا خیر خواہ دین ہے، اس میں ایسی جاہلیت ہے کہ ہر ذی شعور اس کی جانب کھینچا چلا جاتا ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف غیر مسلم مفکرین نے بھی کیا ہے۔ میں نے آج سے چوبیس ۲۴ بجے ۲۵ سال پہلے، کانٹ، کرچے، دیگل اور قحاس وغیرہ کو پڑھا تھا ان لوگوں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔

قرآن حکیم کی آیت اپنے اندر وہ تاثیر رکھتی ہیں کہ جب کوئی قاری قرآن ان کی تلاوت کرتا ہے تو وہ سننے والے کے دل میں اترتی جاتی ہیں۔ کئی بار ایسا ہوا کہ بہت غیر مسلم فقط قرآن مجید کی تلاوت کر کے اس کی طرف مائل ہوئے اور جب تحقیق کے میدان میں اترے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دولتِ ایمان سے مالا مال کر دیا، میں نے اس موضوع پر الگ ایک کتاب لکھی ہے "قرآن حکیم کا مطالعہ شمع

ایمان روشن کر گیا۔ "اس کتاب میں بہت سے غیر مسلم مرد اور عورتوں کے واقعات ہیں جو انہوں نے ایمان لانے کے بعد خود بیان کئے۔

ہدایت ہونا اور بے ہدایت پانا اور

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید ساری انسانیت کے لئے ہدایت ہے لیکن ایک ہوتا ہے ہدایت ہونا وہ قرآن ساری انسانیت کے لئے ہدایت ہی ہے لیکن ایک ہوتا ہے ہدایت پانا تو ہدایت پانا وہی ہے جو تگڑی والا ہو گا۔ قرآن حکیم ساری انسانیت کے لئے ہدایت کا باعث ہے لیکن قرآن مجید سے ہدایت وہی پائے گا جو تگڑی ہو گا۔

قرآن حکیم حق و باطل میں امتیاز ہے

اس میں کوئی شک نہیں قرآن مجید حق و باطل میں امتیاز کرنے کا ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے بہتر ذریعہ روئے زمین پر اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا، جو قوت استدلال اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب میں ہے کسی دوسری جگہ اس کا تصور بھی کرنا محالات سے ہے۔ اگر مسلمان بیمار ہو جائے، یا مسافر ہو تو وہ رمضان المبارک کے روزے چھوڑ سکتا ہے۔ جب صحت یاب ہو جائے گا تو چھوڑنے ہوئے روزے، صحت مندی کے زمانے میں پورے کرے۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان سفر میں ہو تو وہ بھی رمضان المبارک کے روزے چھوڑ سکتا ہے، جتنے روزے چھوڑے گا وہ قیام کے زمانے میں رکھ لے۔

فدیہ کون دے

اگر کوئی شخص فانی، یا شیخ فانی ہو جائے، یہ ایسے مرد و عورت ہیں جو اس قدر کمزور ہو جائیں کہ آئندہ صحت ہونے کی امید باقی نہ رہے تو وہ اپنے روزے کا فدیہ یعنی سحری و افطاری کا کھانا کسی مسکین کو دے دیں اس طرح ان کے ذمے سے

روزہ کا حکم یوں پورا ہو جائے گا۔ قرآن کریم میں ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۖ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ غَيْرَ ذَلِكَ ۖ فَلَا غَيْرَ لَهُ ۖ وَ أَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۖ (القرآن البقرہ ۲: ۱۸۴)

”تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں (پورے کرے) اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ فدیہ دے دیں ایک مسکین کا کھانا، پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانتو۔“

اس آیت کریمہ میں رب کا نکات نے، چند احکام اپنے بندوں کو دیئے

ہیں، جو یہ ہیں:

۱۔ مسافر کے لئے روزے کا حکم کیا ہے؟

۲۔ بیمار کے لئے روزے کا حکم کیا ہے؟

۳۔ فدیہ کون دے؟

۴۔ مسافر اگر روزہ رکھ لے تو نیکی میں زیادتی ہے۔

یوں تو قرآن حکیم نے مسافر اور مریض کو روزہ سے وقتی رخصت دے دی اور دوسرے دنوں میں چھوٹے ہوئے روزے پورے کرنے کی اجازت مرحمت کر دی۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ اگر کوئی مسلمان اپنی طرف سے نیکی میں اور اضافہ کرنا چاہتا ہے تو وہ حالت سفر میں بھی اگر روزہ رکھ لے تو ایسا کرنا اس کے لئے زیادہ نافع ہوگا۔

مسافر اگر روزہ رکھنا چاہے تو بہتر ہے

شرعیات مطہرہ میں مسافر وہ ہے جس نے تقریباً پچانوے ۹۵ کلومیٹر تک سفر کرنا ہو۔ ایسے مسلمان مرد و عورت کو اسلام نے اجازت دی کہ وہ اگر روزہ نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں مسافر روزہ چھوڑ سکتا ہے۔

اگر ایک مسلمان کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ آج کل سفر بڑا آسان ہے لاہور سے ایک بندہ ہوائی جہاز میں سوار ہوتا ہے تو تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں کراچی پہنچ جاتا ہے ایسی صورت میں نہ بھوک کا غلبہ ہوتا ہے نہ پیاس کا۔ رب کائنات نے قرآن حکیم میں صاف ارشاد فرمایا ہے اگر کوئی نیکی میں اضافہ کرنا چاہے تو وہ روزہ رکھ لے۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (القرآن، البقرہ ۲: ۱۸۴)

پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔

اس آیت مطہرہ سے معلوم ہوا، مسافر اگر روزہ رکھ لے تو وہ زیادہ بہتر ہے اور اگر نہ رکھے تو جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں بہت ہی نرمی فرمائی ہے اسلام دینِ فطرت ہے اس کے احکام انتہائی نفیس ہیں اگر بغور قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سب سے عمدہ قانون ہے ہی اسلام۔

سفر کے روزہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

حضرت عائشہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، حمزہ بن عمرو اسلمی، اکثر روزے سے رہتے تھے انہوں نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سفر میں روزہ رکھنے کی بابت دریافت کیا، سید عالم علیہ السلام نے فرمایا:

إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ (ترمذی، ابواب الصوم)

اگر تم چاہو تو روزہ رکھو اور اگر تم چاہو تو نہ رکھا کرو

اس باب میں حضرت انس بن مالک، ابوسعید، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمرو، ابو ذر واد اور حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں امام ترمذی کی رائے یہ ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں، ہم رسول اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں ہوتے تو بعض صحابہ روزہ دار ہوتے اور بعض کا روزہ نہ ہوتا۔

فَلَا يَجِدُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ وَلَا الصَّائِمُ عَلَى
الْمُفْطِرِ وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ مَنْ رَجَدَ قُوَّةً لَصَامَ
فَحَسَنَ وَمَنْ رَجَدَ ضَعْفًا فَافْطَرَ فَحَسَنَ

(ترمذی، ابواب الصوم)

دونوں ہی ایک دوسرے پر غضب ناک نہ ہوتے تھے ان کی رائے یہ تھی کہ اگر کوئی قوت رکھتا ہے تو روزہ رکھ لے اور اگر کوئی نہیں رکھ سکتا تو بھی کوئی حرج نہیں۔

الحمد للہ! ہم نے بڑی احتیاط کے ساتھ اس مسئلہ کو واضح کر دیا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اہل ایمان کے لئے نافع بنائے امین بجاہد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یہ حقیقت ثابت ہے، انسان کو اس کا مقام و مرتبہ اسلام نے سمجھایا، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، پوری انسانیت کو ایسا قانون زندگی عطا فرمایا جو ہر اعتبار سے کامل و اکمل ہے۔ اہل ایمان کو، جہاں روحانی برکات و امن مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملیں وہاں جسمانی صحت کے لئے بھی عظیم نفع میسر آئے۔

قرآن کریم نے مسلمانوں کو احکام دیتے ہوئے فرمایا:

لَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ

(القرآن، البقرہ ۲: ۱۸۵)

تو تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔

جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ زندگی میں یہ مہینہ یعنی رمضان المبارک کا مہینہ نصیب کرے اس کو چاہئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو نہایت ہی ستر نظام زندگی دیا ہے۔ روزہ رکھنے سے باطنی فوائد تو حاصل ہوتے ہی ہیں روحانی کمالات تو ملتے ہی ہیں۔ ان کے ساتھ جسمانی صحت بھی انتہائی قابل فخر رہتی ہے۔ نظام انہضام درست ہو جاتا ہے۔ دل تقویت پاتا ہے، جگر کی قوت بڑھ جاتی ہے، گردوں کا عمل بہتر ہو جاتا ہے۔ پیچیدگیوں کو طاقت ملتی ہے الغرض روزہ رکھنے سے وہ وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کو ہزاروں روپیوں کی ادویہ کھا کر بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

روزے کا حکم مسافر و مریض کے لئے

اب ایک خیال انسان کے ذہن میں آ سکتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس سوال کا جواب پہلے ہی سے خالق کائنات نے عطا فرمایا ہوا ہے ارشاد رہانی ہے:

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۖ

(القرآن، البقرہ ۲: ۱۸۵)

اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اسے روزے اور دنوں میں

(پورے کرے)

اسلام چونکہ ساری انسانیت کا خیر خواہ دین ہے۔ اس کے تمام قواعد و ضوابط فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اس لیے اس کی ایک بات نئی تلی ہے۔

مریض کے لئے روزے کا حکم

بیمار اگر روزہ نہیں رکھتا تو اسلام نے اس کی اجازت دی ہے، کہ وہ روزہ نہ رکھے مگر جتنے روزے اس کے رہ جائیں گے ان کو دوسرے دنوں میں پورا کرنا ہو گا۔ اگر مریض یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں روزہ رکھوں گا تو مجھے کوئی نقصان نہ ہوگا میری طبیعت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ میں روزہ رکھوں تو وہ بھی روزہ رکھے۔ یہ بھی نیکی میں زیادتی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَلَهُوَ خَيْرٌ لَهُ

پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو اس کے لئے بہتر ہے۔

اگر کوئی بیمار بھی تَطَوَّعَ خَيْرًا کے طور پر روزہ رکھتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سے بڑا اجر پائے گا بلکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسی عمل کی بدولت اس بیمار کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمادے۔ ایسا کئی بار ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے کئی بیماروں کو روزہ رکھنے کی برکت سے صحت یاب کر دیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احکام کی دل و جان سے بجا آوری کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک مسلمان کو چاہئے وہ اس طرح سوچے کہ یہ میرے پیدا کرنے والے کا حکم ہے اور میں اسی کے حکم سے دنیا میں آیا تھا اور اسی کے حکم سے اس دنیا سے واپس چلا جاؤں گا۔ لہذا مجھے اپنے نفس کے اکسانے پر اپنے خالق کے حکم میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے، یہی ایک ادا بندے کو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں میں شمار کر دے گی۔ جو بندہ اپنے خالق و مالک کا محبوب بن جائے وہ کتنا خوش ہوگا اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔

اب میں چاہوں گا رمضان دروزہ کی فضیلت پر چند احادیث مبارکہ بھی نقل کروں جو ایمان کے لئے جلا دینے کا باعث بنیں۔ لیجئے مطالعہ فرمائیے۔

استقبال رمضان المبارک

نبی کریم رؤف صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب رمضان آتا تو آپ اس کی آمد پر خطبہ استقبالیہ دیتے، اس کی آمد پر اظہار مسرت فرماتے اور اس کی فضیلت بیان کرتے نیز روزہ کے مسائل بیان فرماتے اور روزہ رکھنے والے کے لئے جو اجر اس کے خالق کے ہاں ہے اس کا تذکرہ نہایت احسن انداز میں فرماتے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامع المسند میں حدیث لائے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتُحِثُّ
أَبْوَابُ الْجَنَّةِ (بخاری، کتاب الصوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، جب رمضان آتا ہے جنت کے دروازے کھل دیئے جاتے ہیں۔

اسی باب میں ایک اور حدیث شریف میں یوں آیا ہے، نبی اکرم تاجدار عرب عجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب رمضان المبارک کی آمد ہوتی ہے۔ آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، نیز شیاطین کو پاؤں زنجیر کر دیا جاتا ہے۔

رحمت ہلال اور روزہ

امام بخاری ہی حدیث لائے ہیں، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو میں نے ارشاد فرماتے سنا تھا آپ نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاقْطِرُوا

(بخاری، کتاب الصوم)

جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب شوال کا چاند دیکھو تو
افطار کر لو یعنی عید کر لو۔

اس طرح یہ بھی فرمایا اگر بادل وغیرہ چھائے ہوں تو گنتی پوری کر لو یعنی تیس
دن پورے کر لو۔

روزہ دار کے محاسن بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر کوئی روزہ رکھے اور
اس روزہ دار سے کوئی دوسرا جھگڑا کرتا چاہے تو یہ کہہ دے میں روزہ دار ہوں ایک
کے بعد دوسری بار بھی کہہ دے تو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری
'محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' کی جان ہے۔

لَخَلُوفٌ فِيمَ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ

الْمُسْنَكِ (بخاری، کتاب الصوم)

پیشک روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جنت کی
کستوری سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اس بندے نے میری خاطر کھانا، پینا اور جذبات شہوت کو
ترک کر دیا، اس لئے روزہ میرے لئے اور اس کی جزا میں ہی دوں گا۔ کیا خوب
الفاظ ہیں حدیث شریف مطالعہ فرمائیے:

إِلَّيَّامُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ

روزہ میرے لئے اور ان کی جزا بھی میں دوں گا۔

جس کا معمول ہو وہ رمضان سے پہلے بھی روزے رکھے لے

امام مسلم اپنی تصحیح میں حدیث لائے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان

کرتے ہیں۔ رسول اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
 رمضان سے پہلے ایک دو روزے نہ رکھا کرو ہاں اگر کسی کا معمول ہو تو وہ تو روزہ
 رکھ لیا کرے۔

لَا تَقْدُمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلًا
 كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصِفْهُ.

رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے نہ رکھا کرو ہاں اس شخص کو
 اجازت ہے جس کا معمول تھا وہ رکھ لے۔

سحری کی فضیلت

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامع صحیح میں حدیث لائے ہیں۔ حضرت انس
 رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا:

تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً

(مسلم، کتاب الصیام)

سحری کیا کرو بیشک سحری میں برکت ہے۔

امام ترمذی اپنی جامع میں حدیث لائے ہیں، جب رمضان کی اول رات آتی ہے
 تو تمام شیاطین، اور سرکش جنوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور روزہ کے تمام
 دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ان میں ایک دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا۔ بخت کے
 تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا پھر
 ایک منادی یوں ندا کرتا ہے:

يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ

(ترمذی، ابواب الصوم)

اے نیکی کرنے والے آگے بڑھ اور اے برائی کرنے والے رک جا۔

اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے

یہ کتنا پیارا انداز ہے، جس میں اہل ایمان کو نیکی کی جانب ترغیب دی گئی ہے۔ ماہ رمضان کیا آتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ ایسی رحمت کسی اور مہینے میں نہیں ہوتی اور ایسا مہینہ پورے سال میں کوئی اور نہیں ہوتا۔ اس ماہ میں دل نرم ہو جاتے ہیں ان میں نیکی کا احساس اجاگر ہو جاتا ہے برائی سے دل متنفر ہو جاتا ہے اور نیکی کی طرف جھک جاتا ہے۔

آئیے ہم عہد کریں، اب اپنے آپ کو مطلقاً بدل دیں گے، دین کی ضروریات یکھیں گے ان پر عمل پیرا ہوں گے اور دوسروں تک ان کو پہنچانے کا اہتمام کریں گے، ان شاء اللہ ہمارا خالق ہماری مدد فرمائے گا۔ مجھے معلوم ہے۔ اس جہاں میں سب سے مشکل کام اپنی ذات کی اصلاح ہے اگر کوئی بندہ اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو ضرور دوسروں کے لئے بھی اصلاح کا باعث بنے گا۔ لہذا دوسروں کی اصلاح کا آغاز کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَ إِحْسَانًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

(ترمذی، ابواب الصوم)

جس نے رمضان المبارک کا روزہ حالت ایمان میں طلب

ثواب کی نیت سے رکھا اس جھپٹے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

روزہ دار کا اجر بے مثال ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے، نبی اکرم سید عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اولاد آدم کو ان کے اعمال کا اجر و ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک دیا جاتا ہے لیکن روزہ دار کے لئے ارشاد ہے:

الصَّوْمُ قَانَةٌ لِي وَأَنَا أَجْزَنِي بِهِ

(ابن ماجہ، ابواب الصیام)

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ یا میں ہی اس کا اجر ہوں۔

سابقہ سارے گناہوں کی معافی

ایک حدیث شریف تو وہ ہے جو ابھی آپ نے پڑھی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر روایات میں یوں بھی آیا ہے۔ جس مسلمان نے حالت ایمان میں طلب ثواب کی نیت کر کے ایک رات قیام کیا یعنی نماز تراویح پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے بھی جھپٹے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اسی طرح اگر مسلمان نے لیلۃ القدر میں ایمان و ایقان سے قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے بھی سابقہ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ آئیے اس مبارک مہینے میں خود نیکی کریں اور دوسروں کو اس کی طرف دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلف دین بنادے۔ آمین۔

کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِذَا قَاءَ فَلَا يَفْطُرُ إِنَّمَا يَخْرُجُ وَلَا يُؤَلِّجُ

(بخاری، کتاب الصوم)

جب قے آئے تو روزہ ٹوٹ نہیں جاتا، اس لیے کہ قے آنے سے کچھ باہر نکلتا ہے اندر نہیں جاتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی دوسری حدیث میں ہے کہ روزہ قے آنے سے ٹوٹ جاتا ہے لیکن زیادہ صحیح یہی ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا یہ ہے کہ کسی چیز کے اندر جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے باہر نکلنے سے نہیں ٹوٹتا۔ ایک دوسری حدیث شریف میں ہے قصداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ انظاراً سے سحری تک اگر کوئی مسلمان اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے تو اس کی اجازت دے دی گئی ہے۔

سبوا کچھ کھانی لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کوئی بھول کر کچھ کھا لی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

لَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَ سَقَاهُ (بخاری، کتاب الصوم)

یعنی اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا

اسلام ہمارا سب سے بڑا خیر خواہ

ہمارے بزرگ فرماتے ہیں اگر کوئی جوان بھول کر کچھ کھانی رہا ہو تو اس کو فوراً یاد کراؤ کہ روزہ ہے اور اگر کوئی بوڑھا کھانی رہا ہو یاد نہ کراؤ۔ لہذا پتہ چلا کہ اگر کوئی مسلمان بھول کر کچھ کھانی لے تو اس کو روزہ پورا کرنا چاہئے اس عمل سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہ وہ احکام ہیں جن کو باقاعدہ سیکھنا چاہئے ان پر خود عمل کرنا چاہئے اور دوسروں تک ان کو پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہئے، ہر مسلمان پر ذمہ داری ہے کہ

وہ جہاں اپنی دنیوی زندگی کے لئے کوشاں رہتا ہے اسی طرح اپنے دین کے لئے بھی وقت نکالے خود دین سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ سرمد لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بچپن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ پرانے زمانے کے ماہر حجام ٹخنے کے قریب چھوٹی سے نس کو ہانکا سا کٹ لگاتے تھے جس سے ناقص خون بہہ جاتا تھا اور یہ عمل صحت کے لئے نہایت مفید تھا خود سرور عالم علیہ السلام نے بھی بچپن لگوائے۔

۳۔ قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگر کسی نے قصد اقصیٰ کی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۴۔ احتلام ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۵۔ دھواں وغبار طلق سے نیچے اترنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (اگر قصد اسکرین وغیرہ کا دھواں کھینچا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔)

۶۔ تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۷۔ اگر کبھی طلق سے نیچے اتر جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

یہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ان کا ذکر میں نے اختصاراً کر دیا ہے۔ اب میں ان چیزوں کا تذکرہ کروں گا جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

روزہ توڑنے والی چیزیں

۱۔ کھانے، پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۲۔ جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۳۔ شہ، سرکار، چیزی اور سکریت پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

- ۳۔ تہا کو کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (اگرچہ پیک تھوک دی)
 - ۵۔ ایسی چیز جو منہ میں رکھنے سے فوراً نگل جائے اور حلق میں اتر جائے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
 - ۶۔ منہ سے خون نکلا مقدار خون لعاب پر غالب آیا اور ذائقہ حلق میں محسوس ہوا ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ گیا۔
 - ۷۔ کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
 - ۸۔ ناک میں پانی چڑھایا اور وہ حلق میں اتر گیا روزہ ٹوٹ گیا۔
 - ۹۔ اگر آنسو منہ میں چلے گئے قطرہ و قطرے ہوں تو حرج نہیں لیکن زیادہ چلے گئے غلگین ذائقہ حلق میں محسوس ہوا روزہ ٹوٹ گیا۔
 - میں نے مختصر ان چیزوں کا ذکر کر دیا ہے جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اب میں ان چیزوں کا ذکر کروں گا جن سے روزہ کی قضا لازم آتی ہے۔
- کن صورتوں میں روزے کی قضا لازم ہے
- ۱۔ اگر کسی نے مجبوراً کھلایا یا پیا، یعنی اگر اہل شرعی پایا گیا تو ایسی صورت میں صرف قضا لازم ہے۔
 - ۲۔ رات سمجھ کر بخری کھائی حالانکہ صبح ہو چکی تھی۔ قضا لازم ہوئی۔
 - ۳۔ بادل وغیرہ چھا گئے غروب سمجھ کر افطار کر لیا حالانکہ دن باقی تھا قضا لازم ہوئی۔ مجھ سے ایک مرتبہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں سوال ہوا تھا کہ بادل چھائے ہوئے تھے ایک صاحب نے گھڑی نہ دیکھی اور روزہ افطار کر دیا تو میں نے جواب دیا سب پر ایک روزہ کی قضا واجب ہوئی۔
 - ۴۔ کافر مسلمان ہو اور رمضان المبارک کا دن تھا ایک روزہ کی قضا لازم ہوئی۔
 - ۵۔ بچہ بالغ تھا رمضان المبارک کے دن بالغ ہوا، ایک روزہ کی قضا واجب ہوئی۔

- ۶۔ حائضہ بوقت سحر پاک ہوئی اور روزہ نہ رکھا قضا لازم ہوئی۔
 ۷۔ زہد کے ساتھ مشغول تھا اسی حالت میں سحری کا وقت ختم ہو گیا قضا واجب ہوئی۔
 ۸۔ اگر دن چڑھے نیت کی اور پھر روزہ توڑ دیا قضا لازم ہوئی۔
 میں نے اختصاراً ان چیزوں کا ذکر کیا جن سے روزہ کی قضا لازم آتی ہے اب میں ان چیزوں کا تذکرہ کروں گا، جن سے کفارہ واجب ہوتا ہے۔

کن صورتوں میں کفارہ واجب ہے

- ۱۔ کفارہ اس وقت واجب ہوتا ہے۔ جب روزہ کی نیت رات ہی کو کی اور صبح روزہ توڑ دیا۔ اب کفارہ واجب ہوا۔
 ۲۔ مٹی کھانے کی عادت تھی مٹی کھالی، روزہ نوٹ گیا کفارہ بھی لازم آیا۔ (اگر مٹی کھانے کی عادت تو نہ تھی کھالی قضا لازم کفارہ نہیں)
 ۳۔ سحری کا نوالہ منہ میں تھا وقت ختم ہو گیا اور وہ نوالہ نگل لیا ایسی صورت میں کفارہ لازم ہوا۔ اس مسئلہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

تبلیغ دین کا صلہ بخشش!

روزہ کے احکام و مسائل سے آگاہی ضروری ہے، بہت سارے لوگ روزہ کے مسائل و احکام میں احتیاط نہیں کرتے، ان کو چاہئے کہ وہ روزہ کے مسائل ضرور پڑھیں، سیکھیں اور ان کو مستحضر رکھیں یعنی یاد رکھیں بلکہ دوسروں کو بھی ان کی تبلیغ فرمائیں۔ نیکی کی دعوت دینا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زخم لگنے کے بعد اپنے دونوں شہزادوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو فرمایا، بیٹو! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنا۔ حدیث شریف میں آتا ہے، نبی کریم علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا اے علی! رضی اللہ عنہ نیکی کی دعوت دیتے رہنا اگر ایک بندہ

بھی تیری دعوت سے راہ حق پر آ گیا تو تیری بخشش کا سامان ہو گیا۔ حالت جنس میں بھی عورت روزہ نہ رکھتے۔

طبع میں پاکیزگی آتی ہے

میں ایک عرصہ سے محسوس کر رہا تھا، رمضان روزہ اور اعتکاف کے حوالے سے کچھ ضبطِ تحریر میں لاؤں سو الحمد للہ اب یہ کام اللہ تعالیٰ نے لے لیا، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ خود مسائل شرعیہ سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ اس کی بڑی برکت ہے اس سے انسان کو لطافت نصیب ہوتی ہے۔ طبع میں پاکیزگی آتی ہے۔ دل اپنے خالق کی عظمت کے سامنے جھکنے لگتا ہے، یہ احساسِ ثوب ابھرتا ہے کہ میں اپنے رب کو راضی کر لوں۔ اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

رمضان، روزہ اور اعتکاف کے حوالے سے لکھ رہا تھا کہ بیگم صاحبہ نے کچھ سوالات لکھ کر میرے حوالے کئے کہ ان کا جواب بھی رقم کر دیا جائے تاکہ جہاں مرد آپ کی تحریر سے فائدہ اٹھائیں وہاں عورتیں بھی بھرپور نفع حاصل کریں۔ میں نے وعدہ کر لیا کہ ان سوالات کے جوابات بھی مختصراً تحریر کروں گا، تاکہ خواتین اسلام کو خاطر خواہ دینی معلومات بہم پہنچیں۔

خواتین کے ضروری مسائل

ضروری سوالات کے جواب

میرے جواب کا طریق کار یہ ہو گا کہ میں ایک ایک کر کے سوال نقل کروں گا اور اسی ترتیب سے جواب لکھتا جاؤں گا تاکہ تفہیم میں آسانی ہو۔

۱۔ سوال: کن حالتوں میں عورت روزہ نہ رکھے؟

جواب: کوئی بھی مسلمان عورت اگر مسافر ہو تو وہ روزہ نہ رکھے، اسی طرح

اگر وہ بیمار ہو تو روزہ نہ رکھے، حالت نفاس (بچہ پیدا ہونے بعد کے ایام ناپاکی) میں روزہ نہ رکھے۔ اگر عورت بچے کو دودھ پلاتی ہے اور کمزوری محسوس کرتی ہے تو بھی روزہ نہ رکھے اور اگر بچے کو دودھ پلانے میں کمزوری محسوس نہیں کرتی تو روزہ رکھے۔ اگر امید سے ہے اور ایسی صورت میں کمزوری محسوس کرتی ہے تو روزہ نہ رکھتے۔ لیکن ان سب صورتوں میں قضا لازم ہوگی۔ اگر وہ شیخہ فانیہ (جس کی زندگی کی امید باقی نہ رہی) نہ ہو۔

۲۔ سوال: کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت حیض جس میں روزہ سے شریعت میں منع کیا گیا ہے؟

جواب: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامع میں حدیث لائے ہیں، کم از کم مدت حیض تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن۔ اس سے کم ہو تو بھی حیض نہیں اور اگر دس دن سے زیادہ ہو تو بھی حیض نہیں بلکہ بیماری ہے۔ میں نے اس حدیث شریف کی شرح، فیوض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرح جامع ترمذی میں لکھ دی ہے۔ تفصیل درکار ہو تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳۔ سوال: نفاس کی شرعی مدت کیا ہے؟

جواب: نفاس اس حالت کو کہتے ہیں جو بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت پر طاری ہوتی ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے لیکن فقہاء کرام نے لکھا ہے۔ مدت نفاس کم بھی ہو سکتی ہے یہ ہر عورت کو پہلا بچہ پیدا ہونے کے بعد معلوم ہو جاتا ہے۔ وہ کتنے دنوں کے بعد بالکل پاک ہو گئی پس جب وہ اپنے آپ کو پاک و طیب محسوس کرے تو غسل کرے اور نماز پڑھے اسی طرح اپنی عادت کے مطابق غسل کرے اور روزہ رکھے۔

۴۔ سوال: بچہ پیدا ہونے کے کتنے دن بعد عورت رمضان المبارک کا روزہ رکھ

سکتی ہے؟

جواب: میں نے یہ اصول ذکر کیا ہے کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے، لیکن یہ ہرگز ضروری نہیں کہ عورت چالیس دن تک نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے بلکہ بعض عورتیں تو دس دن کے بعد ہی بالکل طیبہ ہو جاتی ہیں بس ہر عورت کی جو عادت ہے (پہلا بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو تجربہ ہو جاتا ہے کہ وہ کتنے دنوں کے بعد یقیناً پاک و صاف ہو جاتی ہے) اس کے مطابق عمل کرے۔ اگر وہ دس دن کے بعد پاک ہوتی ہے تو دس دن کے بعد نماز پڑھے روزہ رکھے اور اگر پندرہ بیس دن کے بعد پاکیزگی حاصل ہوتی ہے تو اسی کے مطابق عمل کرے۔

۵۔ سوال: اعتکاف کس عمر میں واجب ہوتا ہے؟

جواب: یاد رہے اعتکاف واجب نہیں سنت ہے۔ بلوغ کے بعد ہر مرد و عورت اعتکاف کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی چھوٹا بچہ یا بچی ہے وہ نیکی بدی میں امتیاز کیلئے گئے ہیں جیسا کہ بعض بچے دس برس کی عمر میں بڑے عمدہ خصائل نظر آتے ہیں اور ان کے آداب نہایت اعلیٰ ہوتے ہیں تو ایسے بچے بھی اعتکاف کر سکتے ہیں۔ ان کو بھی اعتکاف کی اجازت دے دینی چاہئے اگر بچپن ہی میں نیکی کرنے کی عادت پکٹی ہو جائے گی تو آئندہ زندگی اثناء میں گزرے گی۔

۶۔ سوال: حالت اعتکاف میں کیا کیا کام ایک معتقلہ رعاسہ کر سکتی ہے؟

جواب: حالت اعتکاف میں رعاسہ، اعتکاف کرنے والی، وہ تمام کام سرانجام دے جن سے اعتکاف نہ ٹوٹے، وہ نماز پڑھے، تلاوت کرے، درود شریف پڑھے، درس قرآن و حدیث دے۔ مسائل شرعیہ ضروریہ عورتوں کو سمجھائے اگر اجتماعی اعتکاف کی کوئی صورت ہے اور اگر تنہا ہی اعتکاف کئے ہوئے

ہے تو خوب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کے محبوب علیہ السلام پر درود و سلام پڑھے۔ اپنے بچوں سے ضروری بات بھی کر سکتی ہے مگر، اعتکاف کی پابندی پیش نظر ہی رہے۔ اعتکاف کے حوالے سے بھی اس کتاب میں کچھ نکسوں کا تفصیل بھی آتی ہے وہاں پڑھ لیجئے گا۔

۷۔ سوال: عورت کم از کم کتنے دن کا اعتکاف کرے؟

جواب: بہتر یہی ہے کہ عورت، رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کرے، اس کو اعتکاف کے لئے اپنے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔ اگر وہ اجازت دے دے تو اعتکاف کر لے۔ ہاں یہ بات یاد رہے شوہر ایک بار اعتکاف کی اجازت دے دے تو پھر روک نہیں سکتا۔ جہاں تک مطلقاً اعتکاف کا مسئلہ ہے تو اس کی بابت حضرت امام جلال الدین محمد بن احمد بخاری، کنز الراغبین میں رقم طراز ہیں۔

هو مستحب كل وقت (کنز الراغبین)

اعتکاف کسی وقت بھی کر لیا جائے وہ مستحب ہے۔

اور اگر نذر مان لی جائے تو اعتکاف واجب کے درجے میں آ جاتا ہے اس وجہ سے کہ اگر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں پورا کیا جائے تو یہ عمل افضل قرار پائے گا اس لئے کہ اس کے علاوہ اعتکاف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مواعظ ثابت نہیں اگر عورت نے عشرہ یا ماہ کا اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو اس کو پورا کرنا لازم ہوگا۔ (کنز الراغبین ص ۱۸۲)

۹۔ سوال: اگر حالت اعتکاف میں ماہواری آ جائے؟

جواب: ہمارے فقہاء نے اس امر کو بڑا متین کیا ہے کہ اعتکاف بغیر روزے کے نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے جب ماہواری آئے گی تو روزہ ساکت ہو جائے گا جب

روزہ ختم ہوا تو اعکاف بھی باقی نہ رہا لہذا ایک اعکاف اس عورت پر واجب ہوا، اگلے سال اپنا واجب اعکاف پورا کرے گی۔

امام جلال الدین محمد بن احمد تجلی رحمۃ اللہ علیہ نے اعکاف کی شرط کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

مختلف کی شرائط:

- ۱۔ الاسلام یعنی مسلمان ہونا۔
 - ۲۔ العقل یعنی دماغی حالت کا درست ہونا۔
 - ۳۔ ولقاء من الحيض حیض سے پاک ہونا۔
 - ۴۔ اللقا من الخفاس بچہ کی پیدائش کے بعد پاک ہونا۔
- مندرجہ بالا صفات میں سے کوئی ایک چیز بھی، نہ پائی جائے تو اعکاف موقوف ہو جائے گا۔

۱۰۔ سوال: رمضان المبارک میں عورت کے لئے صلوٰۃ الصبح پڑھانا کیسا ہے۔ کن اوقات میں صلوٰۃ الصبح پڑھانا منع ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں صلوٰۃ الصبح پڑھانا باعث ثواب ہے لیکن عورت مرد کی طرح نمایاں کمزری ہو کر امامت نہیں کرے گی بلکہ عورتوں کی صف کے اندر ہی کمزری ہو کر امامت کرے گی اگرچہ صلوٰۃ الصبح پڑھانا جائز ہے لیکن اس کی امامت میں کراہت ہے۔ زوال کے اوقات میں نماز نہ پڑھائے۔ دوپہر کو اس طرح صلوٰۃ الصبح کا آغاز کرے کہ زوال سے پہلے پہلے نماز مکمل کرے اور اگر وقت زوال شروع ہو جائے تو جب تک زوال مکمل نہ جائے اور وقت ظہر کا ادخال نہ ہو جائے اس وقت تک صلوٰۃ الصبح کا آغاز نہ کرے۔

فضائل و مسائل اعکاف:

یہ تو تھے ان سوالات کے جواب جو بیگم صاحبہ (راقم الحروف کی زوجہ) نے وارد کیے تھے۔ اب میں اعکاف کے جواب سے کچھ لکھوں گا تاکہ اہل ایمان کو اعکاف کے فضائل و مسائل سے آگاہی ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ ۝

(القرآن، البقرہ ۲: ۱۸۷)

اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعکاف سے ہو۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے، علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں رقم طراز ہیں:

یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اعکاف صرف اور صرف مسجد میں ہی کیا جاسکتا ہے، وہ مسجد بھی ایسی ہو جہاں جماعت قائم ہوتی ہو، مسجد بیت میں اعکاف نہیں ہوگا۔ اس آیت کا اطلاق اس بات پر دال ہے کہ تخصیص پر مسجد میں اعکاف جائز ہے اس میں مسجد حرام، مسجد نبوی شریف اور مسجد اقصیٰ کی اور اسی طرح مسجد جمعہ کی بھی قید نہیں ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

- ۱۔ مکلف مریض کی عیادت کے لئے نہ جائے۔
- ۲۔ مکلف نماز جنازہ میں شرکت نہ کرے۔
- ۳۔ مکلف عورت کو ہاتھ نہ لگائے۔
- ۴۔ مکلف اپنی بیوی سے جماعت نہ کرے۔
- ۵۔ اعکاف والا حاجت ضرور یہ کے علاوہ باہر نہ نکلے۔

۶۔ اعتکاف روزے کے بغیر نہیں ہوتا۔

۷۔ اعتکاف صرف مسجد جامع میں ہی ہوتا ہے

اس کے ساتھ ہی علامہ رحمۃ اللہ ابو داؤد کی حدیث وارد کرتے ہیں:

لَا رِعَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ

اعتکاف مسجد جماعت میں ہی ہوگا۔ (تفسیر مظہری، ۲۱۰/۱، مطبوعہ کوئٹہ)

۸۔ عورت کا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔ (در مختار)

۹۔ غنئی مسجد بیت میں اعتکاف نہیں کر سکتا۔ (در مختار)

۱۰۔ عورت کو اعتکاف کے لئے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔

اعتکاف اصلاً: بندے کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس تعلق کو واضح کرتا ہے جس میں فقط اپنے خالق ہی کی رضا پنہاں ہوتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی غرض و غایت نہیں ہوتی۔ اعتکاف میں بندہ اپنے خالق کے ساتھ اپنا تعلق استوار کرتا ہے اور اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کی سچی معافی طلب کر کے آنکھ اپنے مالک اپنے خالق اللہ تعالیٰ کا وقار و بزرگوں کا عہد کرتا ہے۔ اور اعتکاف سے فارغ ہو کر اپنی زندگی کو سراسر احکام رب تعالیٰ اور فرامین امام الانبیاء علیہ السلام کی مطابعت میں دے دینا ہے۔ اعتکاف کرنے سے مقصود صرف اور صرف یہ ہے کہ بندے کا وہ تعلق جو اپنے خالق سے ٹوٹ چکا یا کمزور پڑ گیا ہے اس کو از سر نو بحال کر دیا جائے اور آنکھ یہ تعلق نوٹنے نہ پائے۔ اس کی اول دلیل یہ ہے کہ بندہ پانچ وقت کی نماز کا پابند ہو جائے اور ساتھ ساتھ وہ تمام افعال ترک کر دے جن سے اللہ و رسول جل علاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔

اعتکاف کی لغوی تحقیق:

میں چاہوں گا، اعتکاف کی تحقیق لغوی بھی پیش کر دوں تاکہ پڑھنے

والے خوب لطف پائیں اور احکاف کی اصطلاحی و لغوی تحقیق بھی ان کے پیش نظر رہے۔ کسی بھی موضوع پر بات کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے تمام ضروری پہلوؤں کا احاطہ کر لیا جائے اس طرز عمل سے بات کرنا بھی آسان ہو جاتی ہے اور بات سمجھنا بھی مشکل نہیں رہتا، یہی طرز سخن زُود اثر ہوا کرتا ہے اسی سے تبلیغ کرنا آسان ہو جاتا ہے اور تفہیم بھی جلد از جلد ہوتی چلی جاتی ہے۔ علامہ زہیدی لکھتے ہیں۔

إِعْكَافٌ أَقَامَ بِهِ وَلَا زَمَهُ وَ حَسَّ نَفْسَهُ فِيهِ لَا
يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى، وَ
أَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ^(۱) (بقرہ ۱۸۷)

احکاف کا مطلب ہے۔ اپنے آپ کو الگ جگہ ٹھہرا لینا اور اقامت کو لازم و واجب قرار دے دینا، نیز خود کو ایک مخصوص مقام (مسجد) میں روک لینا اس طرح کہ وہاں سے نہ نکلا جائے مگر صرف اس صورت میں انسان کو کوئی ضروری حاجت لاحق ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ۔ یہ سب کچھ اس وقت ہے جب تم مساجد میں احکاف کئے ہوئے ہو۔

(تاج العروس من جواهر القاموس جلد ۲۳، ص ۹۱ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان) ہم نے احکاف کی تحقیق لغوی، علامہ زہیدی کی تاج العروس من جواهر القاموس سے کی ہے۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں احکاف کرنا سنتِ موکدہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرے میں احکاف فرماتے تھے یہ عمل مسلسل رہا یہاں تک کہ آپ اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کی ازواج مطہرات احکاف کرتی رہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ رسول اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں احکاف فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں احکاف فرماتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں احکاف فرماتے تھے لیکن ایک سال احکاف نہ فرمایا جب اگلا سال آیا تو آپ نے میں دن کا احکاف فرمایا۔ (رواہ الترمذی، ورواہ ابو داؤد، ابن ماجہ عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی احکاف کرتے تھے اور کبھی نہ کرتے تھے:

ابن نافع کا کہنا یہ ہے کہ اس مسئلہ میں صحابہ کرام کا عمل صوم وصال جیسا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف احکاف پر مسلسل عمل حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کیا۔ اجلہ صحابہ کرام احکاف نہ بھی کرتے تھے۔ بعض حنفیہ کے نزدیک احکاف کرنا سنت کفایہ ہے۔ (تفسیر مظہری، ۱/۲۱۱)

الحمد للہ! میں نے اس مختصر سے مقالہ میں رمضان وروزہ اور احکاف کے فضائل و مسائل پر بات کی ہے اور اس کو اس انداز سے ترتیب دیا ہے کہ ہر خاص و عام کو اس

سے خاطر خواہ فائدہ پہنچے۔ میری پوری کوشش ہے کہ اس نشست میں انتخاب صالح کی راہیں ہموار ہو جائیں اور یہ مفت پھر بام عروج پر ممکن ہو۔ آمین

بھلائی دے اللہ علیہ وسلم

انٹیکس ۲۸ سال بعد

محمد ارشد قادری

۲۰ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ

11 جن ۲۰۲۲ء

ہماری دیگر مطبوعات

